طنازِ مغرب:جوناتھن سوئفٹ

ڈاکٹر عرفان پاشا

لیکچرر، شعبہ اردو،،یونیورسٹی آف ایجوکیشن،فیصل آبادکیمپس

ڈاکٹر محمد امجد عابد

لیکچرر، شعبہ اردو،،یونیورسٹی آف ایجوکیشن،لوئر مال کیمپس، لاہور

ABSTRACT:

JONATHAN Swift is a literary giant of English literature and especially English prose. He is an Anglo-Irish satirist, essayist, political pamphleteer, poet and cleric. Swift is famous and remembered for his satire. His literary works such as A Tale of a Tub, An Argument against Abolishing Christianity, Gulliver's Travels, and A Modest Proposal are masterpiece of English prose. Gulliver's Travels is the hallmark of satirist depiction. In this article the role of Jonathan Swift as a satirist is determined with special reference to Gulliver's Travels. He is regarded by the Encyclopedia Britannica as the foremost prose satirist in the English language. Gulliver's Travels is such a master peace of rare kind of itself which encompasses many aspects of social life of Europe in the 18th century. It whips from monarchy to commoners and from scientists to educationists with the same hunter or satire.

....

کلیدی الفاظ: مزاح، تمسخر، طنز، جوناتھن سوفٹ، تحریف، جزیرے، سزا، جزا

....

انگریزی ادب اور انتقادیات میں مزاح کی جو مختلف قسمیں رائج ہیں ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

*......ہیومر(HUMOUR)سے مراد ایسا مزاح ہے جس میں لکھنے والا خود بھی ہنستا ہے اور دوسروں کو بھی ہنساتا ہے۔اس سے مراد کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی بلکہ مضحک صورت حال یا بات کو پیش کر کے اس کا مزا اٹھا نا اور قہقہہ لگانا ہوتا ہے۔اسی لیے اس کو ہلکا پھلکا مزاح کہتے ہیں۔مزاح کا سب سے اہم پہلو اس میں پائی جانے والی لطافت اور خوش طبعی ہے۔پنڈت دتاتریہ کیفی نے سٹیفن لی کاک کے حوالے سے مزاح کی تعریف یوں کی ہے:

> ’’زندگی کی ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کانام ہے جس کا فن کارانہ اظہار ہوجائے۔‘‘۱

*......آئرنی(IRONY) سے مراد تمسخر و استہزا لیا جاتا ہے۔یہ دراصل مزاح کی وہ صورت ہے جس میں موجودہ صورت حال کے عین الٹ بات کر کے مزاح پیدا کیا جاتا ہے۔اس سے مراد بات اور اصل صورت حال میں فرق کا نمایاں کرنا ہے۔جیسے کسی کمزورسے آدمی کو"پہلوان جی" کہنا۔انگریزی اصطلاحات کی لغت میں آئرنی کو یوں بیان کیا گیاہے:

> "Use of words with humorous or satirical intention, as a which the meaning is the exact opposite of ۲result of what is actually said."

جب کہ ڈاکٹر اقبال آفاقی، آئرنی کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> "جب کسی پر پھبتی کسی جاتی ہے،اس کا تمسخر اڑایا جاتا ہے تو اس میںIrony کا مطلب دشمنی یا رقابت ہوتا ہے۔مزاحیہ زبان میں اس کا استعمال عام ہے۔اس کا مطلب صرف وہی سمجھ سکتے ہیں جو مکالمے میں شامل ہوتے ہیں۔مکالمے سے باہر لوگ اسے بمشکل سمجھتے ہیں۔Ironyکا تقاضا یہ ہے کہ اشیا کو سنجیدگی سے نہ لیا جائے"۳

*......سیٹائر(SATIRE) کا اردو میں عموماً طنزترجمہ کیا جاتا ہے جو کہ اس کے معانی کوپوری طرح ادا نہیں کرتا۔ سیٹائر یا طنز "زندگی کے مضحک، قابل گرفت اور تنفر انگیز پہلوؤں پرمخالفانہ اور ظریفانہ تنقید اصطلاح میں طنزکہلاتی ہے۔" ۴ طنزکی تلخی کو فنکارانہ اظہار قابل قبول بناتا ہے۔طنز میں جن انسانی کجیوں اور خامیوں کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے ان کی تفصیل"کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں یوں بیان کی گئی ہے:

> "طنز میں زہرناکی، نشتریت، کاٹ، طعن،عناد،تضحیک اور بعض اوقات جھلاہٹ اور چڑچڑا پن نمودار ہوجاتا ہے۔"۵

*......فارس(FARCE) یا فارسیکل کامیڈی کو پھکڑ بازی سمجھنا چاہئے۔اس میں چہرے کو بگاڑ کر اور اوٹ پٹانگ حرکتوں اور جگت بازی کے ذریعے دیکھنے والے کو ہنسنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔اس قسم کا تعلق بول کی بجائے حرکت سے زیادہ ہے اس لیے یہ مزاح ڈرامے کی صنف میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے:

> "فارس ڈرامے کی ایک قسم ہے جس میں عامیانہ تفریح اور تفنن کی خاطر مضحکہ خیز واقعات، عام فہم ظرافت اور ادنیٰ درجے کی بذلہ سنجی سے کام لیا جاتا ہے۔"۶

*......پیروڈی(PERODY)کو اردو میں تحریف کہتے ہیں۔یہ مزاح کی وہ صورت ہے جس میں کسی کلاسک یامعروف ادب پارے میں معمولی تبدیلی(بہ صورت حرف،لفظ/الفاظ یانقطوں کی تعدادیارموز اوقاف کے مقام کی تبدیلی وغیرہ) سے مزاحیہ صور ت پیدا کی جاتی ہےپیروڈی کے لیے ضروری ہے کہ جس اصل ادب پارے کی پیروڈی کی جارہی ہو اس سے سب لوگ واقف ہوں یعنی اگر غیر معروف ادب پارے کی پیروڈی کی جائے تو وہ عدم واقفیت کی وجہ سے زیادہ مقبول نہ ہوپائے گی۔حفیظ صدیقی پیروڈی کی تعریف یوں کرتے ہیں:

’’کسی سنجیدہ کلام کی مضحک نقالی کو ادبیات کی اصطلاح میں
تحریف کہا جاتا ہے جو پیروڈی کا ترجمہ ہے۔‘‘۷

جوناتھن سوئفٹ (JONATHAN SWIFT)(پیدائش ۰۳ نومبر ۷۶۶۱ء،وفات ۹۱ اکتوبر ۵۴۷۱ء) کو ا نگریزی ادب میں مزاح اورعلی الخصوص طنز کے حوالے سے ایک نمایاں مقام حاصل ہے اور اس ضمن میں اس کا شاہ کار’’گلیور زٹریولز(Gulliver's Travels) ‘‘بہت اہمیت کا حامل ہے۔انگریزی نثر نگاری کی تاریخ میں اس کتاب کو ایک اہم سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔اس میں ایک فرضی کردار لیموئیل گلیورکے چار سمندری سفروں کی داستان بیان کی گئی ہے۔بہ ظاہر تو یہ عام سفر ہیں لیکن بہ باطن ان میں طنز کے تیر برستے ہیں۔آخر تک پہنچتے پہنچتے سوئفٹ کا لہجہ اتنا تلخ ہو جاتا ہے کہ وہ انسانوں پر گھوڑوں اور دیگر جانوروں کو ترجیح دینا شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے بہت سے نقادان ادب نے اسے آدم بیزار یا(Misanthropist)کے لقب سے یاد کیا ہے۔سوئفٹ کے طنز کا مطالعہ کرنے سے پیشتر ضروری ہے کہ ’’گلیور ٹریولز‘‘پر ایک طائرانہ نظر ڈال لی جائے۔

پہلا سفرللی پٹ(Lilliput)جزیرے کا ہے۔اس میں گلیور ایک ایسے جزیرے میں وارد ہوتا ہے جس میں لوگوں کے قد بہت چھوٹے ہیں۔یہ بالشتیوں کی دنیاہے جن میں سے کوئی بھی چھ انچ سے زیادہ بڑا نہیں۔گلیور ایک بحری جہاز کی تباہی کے نتیجے میں کئی گھنٹے تیراکی کر کے اس سرزمین تک پہنچتا ہے لیکن جب اسے ہوش آیا تو وہ خود کو زنجیروں میں جکڑا ہو محسوس کرتا ہے۔اسے گرفتار کرلیا جاتا ہے۔بعد ازاں اچھے رویے کی بنیاد پر اسے رہا کر دیا جاتا ہے اور وہ بادشاہ کا مقرب اور شاہی دربار کے لیے ایک عجیب مزے کی چیز بن جاتا ہے۔للی پٹ والے اس کے قدکی وجہ سے اس سے ڈرتے بھی ہیں لیکن وہ ان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ہمسایہ ملک کے خلاف اپنی طاقت کے استعمال سے انکار اورراج دھانی کی ایک عمارت میں لگنے والی آگ کو پیشاب کرکے بجھانے پر اسے غداری کے مجرم کی حیثیت سے اندھا کرنے کی سزا دی جاتی ہے لیکن ایک بہی خواہ کی مدد سے وہ فرار ہو کر ہمسایہ ریاست بلیفسکو(Blefuscu)پہنچ جاتا ہے۔

دوسرا سفربھی ایک اور ان دیکھے جزیرے کا ہے جس کا نام بروبڈنگ نیگ(Brobdingnag)ہے۔یہ ایسا جزیرہ ہے جہاں عام آدمی کا قدستر فٹ سے زائد ہے۔اس جزیرے میں گلیور کی حیثیت ایک بالشتیے کی سی ہے۔اس جزیرے کے انسان ہی نہیں بلکہ جانور اور درخت بھی اسی حساب سے عظیم الجثہ ہیں۔شروع میں گلیور ایک کسان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے جو اسے اپنی بیٹی کے لیے ایک کھلونے کے طور پر لے جاتا ہے۔کچھ دن وہ اس کا تماشا کر کے خوب پیسے کماتا ہے اور پھر اسے ملکہ کے ہاتھ بیچ دیتا ہے۔ملکہ کسان کی بیٹی کو بھی محل میں ملازمت دے دیتی ہے تاکہ وہ گلیور کی دیکھ بھال کر سکے۔یہاں وہ محل کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھتا ہے۔جب وہ بادشاہ کو یورپ کے حالات بتاتا ہے اور وہاں پر بندوق اور توپ کے استعمال کی کہانی سناتا ہے تو بادشاہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔یہاں سے اسے اس کے پنجرہ نماکمرے سمیت ایک عقاب لے اڑتا ہے جو اسے سمندر میں پھینک دیتا ہے اور وہاں سے کچھ ملاح اسے بچا لیتے ہیں اور واپس گھر پہنچا دیتے ہیں۔

تیسرا سفربہت دلچسپ ہے کیوں کہ اس کے دوران میں گلیور پانچ مختلف ممالک کا سفر کرتا ہے جن میں لیپوٹا (Laputa)،بالنی باربی(Balnibarbi)،لگ نیگ(Luggnagg)،گلب ڈبڈرِب

(Glubbdubdrib) اور جاپان (Japan) (شامل ہیں۔لیپوٹا ایک اڑتا ہوا جزیرہ ہے جو موسیقاروں ریاضی دانوں اورماہرین فلکیات کا دیس ہے مگر یہ ماہرین ان علوم کو عوام الناس کے فائدے کی بجائے اپنی مہارت دکھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔بالنی باربی،لیپوٹا کے زیر انتظام ریاست ہے جس میں بہت سی افرادی قوت اور وسائل بے مقصد تجربات پر ضائع کیے جارہے ہیں مثلا کھیرے سے سورج کی شعاعیں کیسے نکالی جائیں، سنگ مرمر کو نرم کر کے اس کسے تکیے کیسے بنائے جائیں اور اسی طرح کے دیگر بے سروپا تجربات۔یہاں سے جاپان جاتے ہوئے وہ کچھ دیر کے لیے وہ گلب ڈبڈرِب میں رکتا ہے جہاں ایک جادوگرتاریخ انسانی کو جولیس سیزر،بروٹس،ہومر اور ارسطو جیسی مشہور تاریخی شخصیات کے بھوتوں کی مدد سے سمجھا رہا ہوتا ہے۔اس کے بعد وہ لگ نیگ کے جزیرے پر جاتا ہے جہاں لوگوں کو دائمی زندگی حاصل ہے مگر وہ زندگی کا لطف نہیں اٹھا رہے کیوں کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور مرنے کو ترس رہے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ اسی سال کی عمر میں آدمی کو قانوناً مر جانا چاہیے۔ اس کے بعد وہ جاپان جاتا ہے جہاں وہ شہنشاہ کی اجازت سے اپنے ہم وطنوں کو سولی دیے جانے کو منظر خود عمل کر کے دکھاتا ہے۔

چوتھے سفر میں وہ ہُنہمزکی زمین (Land of the Houyhnhnms)میں جاتا ہے۔یہاں کاسارا معاشرتی انتظام و انصرام گھوڑوں کے ہاتھ میں ہے جو انسانوں کی طرح بولتے ہیں اور عقل و شعور سے بہرہ ور ہیں۔ وہ انتظام مملکت سیاست کو بہت خوبی سے چلا رہے ہیں،یہاں انسان نما مخلوق یعنی یاہوز(Yahoos)کی حالت بہت گری ہوئی ہے وہ جانوروں کی سی زندگی گزارتے ہیں اور چھینا جھپٹی ان کی سب سے اہم خاصیت ہے۔گلیور،یاہوز کے رویے سے اس قدر دل برداشتہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہم شکل یاہوز سے ملنے کی بجائے ہُنہمز(گھوڑوں) سے مل جاتا ہے جو دلیل سے بات کرتے ہیں اور عقل و فہم کا استعمال کرتے ہیں۔البتہ کچھ عرصے کے بعد ہُنہمز کی کونسل اسے اس لیے مسترد کر دیتی ہے کہ اگرچہ وہ عقل و شعور رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ کسی بھی وقت اپنے ہم جنسوں یعنی ”یاہوز“ کی طرح معاشرے کو برباد کر سکتا ہے۔ دل شکستہ گلیور یہاں سے نکل کر سمندر میں ڈوبنے کی کوشش کرتا ہے جہاں سے اسے پرتگالی جہاز ران اس کی مرضی کے خلاف بچا لیتے ہیں لیکن وہ واپس آنے کے بعد اپنے ہم وطنوں کو یاہوز ہی سمجھتا ہے اور ان سے ملنے سے کتراتا رہتا ہے۔

انگریزی ادب میں اس قدرشدید طنز کی مثالیں کم ہیں۔یہی وجہ ہے کہ سوئفٹ کو اپنی یہ کتاب ”گلیورز ٹریولز“ ابتدائی طور پر گمنام اور ازاں بعد فرضی نام کے ساتھ چھپوانا پڑی تھی۔سوئفٹ کے نشتر سے نہ شہنشاہ بچ سکا ہے اور نہ عام آدمی۔ نہ اس نے سائنسدانوں کو معا ف کیا ہے اور نہ ہی ماہرین تعلیم کو۔اس نے بیوروکریسی کو بھی نشانہ بنایا ہے اور اسٹیبلشمنٹ کو بھی۔دور حاضر میں سوئفٹ کی طنز اس لیے بھی کارگر ہے کہ ایسے حالات آج بھی موجود ہیں اور تیسری دنیا میں وہی اٹھارھویں صدی جیسی صورت حال ہے۔جوناتھن سوئفٹ نے اٹھارھویں صدی عیسوی کے انگلستان کے ہر طبقے اور ہر پہلو پر طنز کے تیر برسائے ہیں۔اس کی طنز کے دائرے میں بادشاہ سے لے کر معمولی آدمی اوراور فراڈ سے لے کر انداز تحریر تک سبھی سما جاتے ہیں۔

پہلے دو سفر جن میں گلیور کو زیادہ تر محلات میں دکھایا گیا ہے وہ شہنشاہ انگلستان پر شدید طنز ہے۔للی پٹ اوربروبڈنگ نیگ کے شاہی محلات کی حماقتیں اور سازشیں دراصل نگلستان کے شاہی محل میں ہونے والی سازشوں اور حماقتوں کا بے باکانہ بیان ہے جس میں سوئفٹ کی شاہی خاندان

کے افراد سے بے زاری عیاں ہوتی ہے۔ اگرچہ ذیل کا بیان للی پٹ کے شہنشاہ کے بارے میں ہے لیکن یہ اشارہ بادشاہ انگلستان ہی کی طرف ہے:

> "The Emperor does also confer upon him some public mark of his favour, and proclamation is made of his innocence through the whole ۸city."۸

بروبڈنگ نیگ کے بادشاہ کی تصویر دیکھئے جو اصل میں شاہ انگلستان پر طنز ہے اور کسی ملک کے سربراہ پر اس سے زیادہ کیا طنز کی جاسکتی ہے:

> "But great allowances should be given to a King who lives wholly secluded from the rest of the world, and must therefore be altogether un acquainted with the manners and customs that most prevail in other nations." ۹

انگریز قوم کی کم نظری کو بھی سوئفٹ نے آڑے ہاتھوں لیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت جو ’’ڈنگ ٹپاؤ‘‘پالیسیاں بنائی جارہی تھیں ان کا مقصدمحض وقت کٹی تھا،ان میں کوئی طویل مدتی خصائص نہیں تھے اورانگریز قوم لمحہ موجود میں حال مست تھی۔سوئفٹ کے بہ قول:

> "Nature hath adapted the eyes of the Lilliputians to all objects proper for their view: they see with great exactness, but at no great distance" ۱۱

انگریز خواتین کے طرز تحریر کو للی پٹ کی خواتین کی لکھائی سے مماثل قرار دے کر سوئفٹ نے ان پر طنز کی ہے:

> "Their manner of writing is very peculair, being neither from the left to the right, like the Europeans; nor from the right to the left, like Arabians: nor from up to down, like chinese; nor from down to up, like the Cascagains; but aslant from one corner of the paper to the other, like ladies in England." ۱۱

مذہبی افراد اور نظریات پر تنقید وتمسخرسوئفٹ کی طنازی کا یک اہم ہدف ہے۔ وہ لکھتا ہے للی پٹ کے رہنے والے مردے کی تدفین اس طرح کرتے ہیں کی سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوتے ہیں کیوں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ جب نو ہزار مہینوں کے بعد دنیا دوبارہ اٹھائی جائی گی تو زمین کا اوپری حصہ نیچے اور نچلا اوپر آچکا ہوگا اس لیے مردے سیدھے پیروں کے بل کھڑے ہوں گے۔اس کے بعد وہ وہاں کے مذہبی اور پڑھے لکھے لوگوں پر یوں طنز کرتا ہے:

"The learned among them confess the absurdity of this Doctrine, but the practice still continues, in compliance to the vulgar." ۱۲

اٹھارھویں صدی کے انگلستان میں فراڈ کو چوری سے بڑا جرم گردانا جاتا تھا۔کیوں کہ چور آپ کی عدم موجودگی یا لاعلمی کا فائدہ اٹھاتا ہے جب کہ فراڈ کرنے والا آپ کی ذہانت کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہوتا ہے اس لیے وہ زیادہ سزا کا بھی مستوجب نہیں:

"The look upon fraud as a greater crime than theft, and therefore seldom fail to punish it with death; for they allege, that care and vigilance, with a very commom understanding, may preserve a man's goods from thieves, but honesty has no fence against superior cunning."۱۳

انصاف کو انگریزوں نے کس طرح موم کی ناک بنا رکھا تھا اس پر طنز کرتے ہوئے سوئفٹ لکھتا ہے کہ انصاف کی دیوی کی شبیہ ایسے بنائی گئی ہے کہ دیکھنے میں لگتا ہے کہ وہ سزا کی بجائے جزا دینے پر مامور ہو۔یعنی اٹھارھویں صدی کا انگلستان مجرموں کی پشت پناہی اورعدالتیں ان کے دفاع کے لئے پناہ گاہیں بن چکی تھیں۔اس ضمن میں گلیورز ٹریولز کا اقتباس ملاحظہ کریں:

"The image of justice, in their courts of judicature, is formed with six eyes, two before, as many behind, and on each side one, to signify circumspection; with a bag of gold open in her right hand, and a sward sheathed in her left, to show she is more disposed to reward than to punish." ۱۴

کسی بھی کامیاب مملکت کے لیے انتظامی امور کی مناسب بجا آوری بہت اہم ہوتی ہے۔اٹھارھویں صدی میں یورپی ممالک اور خصوصاً انگلستان میں جس طرح ہیرو پوجا کا تصور راسخ ہوگیا تھا سوئفٹ نے اس کا بھانڈا بھوڑ دیا ہے۔لٹن سٹریچی نے The Eminent Victoriansمیں عوامی افراد کو جس انتہائی حقیقت پسندانہ آئینے میں دکھایا تھااس کی ابتدا سوئفٹ سے ہی ہوئی تھے۔ماہرین انتظام و انصرام اور وزرا پر سوئفٹ کا طنزیہ وار دیکھئے:

"Providense never intend to make the management of public affairs a mystry, to be comprehended only by a few persons of sublime genius, of which there seldom are three born in an age."۱۵

اخلاقی اقدارکی کمی انگلستان کے لوگوں میں اس وقت بھی تھی جب یونین جیک کا پھریرا ہرطرف لہرا رہا تھا اور انگریز خود کو دنیا کی اعلا ترین قوم سمجھتے تھے مگر سوئفٹ ان کی قلعی یوں کھول دیتا ہے:

> "The want of moral virtues was so far from being supplied by the superior endowments of the mind, the employment could never be put into such dangerous hands as those of persaons so qualified; and at least, the mistakes comitted by ignorance in a virtuous disposition, would never be of such fatal consequences to the public weal." ۱۶

چوتھے سفر کے خاتمے پرسوئفٹ کی طنز اپنی انتہا پر پہنچ جاتی ہے جہاں تمام تجربات کے بعد لیموئل گلیور اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اسے کسی یورپ کے کسی مہذب ترین شاہی دربار میں وزیر ہونے سے بہتر ہے کہ وہ کسی غیرآباد جزیرے میں چلا جائے جہاں اسے حماقتوں سے بھرپور انسان نما جانوروں یعنی یاہوز کا سامنا نہ کرنا پڑے۔یہی وہ الفاظ ہیں جن کی بنا پر جوناتھن سوئفٹ کو آدم بیزار کا خطاب دیا گیا تھا۔گلیور، سوئفٹ کے الفاظ میں اس تنفر کا اظہار یوں کرتا ہے:

> "My design was, if possible, to discover some small island uninhabited, yet sufficient, by my labour, to furnish me with the necessaries of life, which I would have thought a greater happiness, than to be first minister in the politest court of Europe; so horrible was the idea I conceived of returning to live in the society, and under the government of _Yahoos_. For in such a solitude as I desired, I could at least enjoy my own thoughts, and reflect with delight on the virtues of those inimitable _Houyhnhnms_, without an opportunity of degenerating into the vices and corruptions of my own species."۱۷

ان تمام پہلوؤں پر غائر نظر ڈالی جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ سوئفٹ کے ہاں کسی کو معافی نہیں۔اس نے تمام انسانی طبقوں کی تمام حماقتوں کا پردہ چاک کیا ہے اور اس کے لیے طنز کو بطور آلہ استعمال کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حماقت کادرجہ جس قدر زیادہ ہے طنز کی کاٹ بھی اسے حساب سے بڑھ جاتی ہے اس بنا کر جوناتھن سوئفٹ بجا طور پر طنازِ مغرب کا خطاب حاصل کرنے کا پوری طرح اہل ہے۔

*****

حوالہ جات:

۱۔حفیظ صدیقی،ابولاعجاز؛کشاف تنقیدی اصطلاحات؛اسلام آباد؛مقتدرہ قومی زبان؛۱۹۸۵ء؛ص۱۷۱

۲-Hussain, S.S.; Disctionary of literary terms; Lahore; New Kitab Mahal; pp 187.

۳۔آفاقی،ڈاکٹر اقبال؛مابعدجدیدیت؛اسلام آباد نیشنل بک فاؤنڈیشن؛۲۰۱۶ء؛ص ۷۲

۴۔حفیظ صدیقی،ابو لاعجاز؛کشاف تنقیدی اصطلاحات؛اسلام آباد؛مقتدرہ قومی زبان؛۱۹۵۸ء؛ص۱۲۰۔۱۲۱

۵۔حفیظ صدیقی،ابو لاعجاز؛کشاف تنقیدی اصطلاحات؛اسلام آباد؛مقتدرہ قومی زبان؛۱۹۵۸ء؛ص۱۷۱

۶۔حفیظ صدیقی،ابو لاعجاز؛کشاف تنقیدی اصطلاحات؛اسلام آباد؛مقتدرہ قومی زبان؛۱۹۵۸ء؛ص۱۳۲

۷۔ حفیظ صدیقی،ابو لاعجاز؛کشاف تنقیدی اصطلاحات؛اسلام آباد؛مقتدرہ قومی زبان؛۱۹۵۸ء؛ص۲۹

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; London; Bancroft and Co; 1965;pp51-۸

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; London; Bancroft and Co; 1965;pp 133-134-۹

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; London; Bancroft and Co; 1965;pp50-۰۱

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; London; Bancroft and Co; 1965;pp51-۱۱

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; London; Bancroft and Co; 1965;pp51-۲۱

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; London; Bancroft and Co; 1965;pp51-۳۱

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; London; Bancroft and Co; 1965;pp52-۴۱

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; London; Bancroft and Co; 1965;pp53 -۵۱

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; London; Bancroft and Co; 1965;pp53-۶۱

Swift, Jonathan; Gulliver's Travels; part 4 chapter 11-۷۱